Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 3 Issue 2, Fall 2023
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

موت پر قابو پانے کی انسانی کاوشوں کا تجزیاتی مطالعہ

Title: **An Analytical Study of Human Efforts to Control Death**

Author (s): Muhammad Irfan[1], Hafiz Muhammad Rashid[2]

Affiliation (s): [1]National University of Modern Languages (NUML), Lahore, Pakistan
[2]The University of Lahore, Lahore, Pakistan

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.32.01

History: Received: August 22, 2023, Revised: October 11, 2023, Accepted: October 26, 2023, Published: December 26, 2023

Citation: Irfan, Muhammad and Hafiz Muhammad Rashid. "An Analytical Study of Human Efforts to Control Death." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 3, no. 2 (2023): 1–15. https://doi.org/10.32350/mift.32.01

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

موت پر قابو پانے کی انسانی کاوشوں کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical study of human efforts to Control Death

Muhammad Irfan*

National University of Modern Languages (NUML), Lahore, Pakistan.

Hafiz Muhammad Rashid

The University of Lahore, Lahore, Pakistan.

Abstract

In the debates on death in modern era, scientists claimed that death is not a permanent entity but only a disorder of human management that will be controlled very soon. On the other hand, Allah described death with the terms of creation, which means death is not only a disorder but it is a permanent entity and binging of a new life and every living being has to adapt this mold after completing its life period. The difference between ancient and modern deniers of death is that ancient recognized death as an existential being and accepted even if they die, they will become dust. While the modern deniers do not consider death as an existential being, they argue that death is a disorder of human management which will soon be overcome. It is obvious that this understanding and reasoning of death is based on a complete misunderstanding. At most, what death control institutions, research companies, biologists, and capitalists are doing is, just trying to push back aging from human life and they liken it to the control of death. At most, it is possible to push back from human life by better human management, improved diet, cell regeneration and rejuvenation, but even after that, death is ultimate destiny of humanity.

Key words: Death, control, permanent entity, diners, aging

۱.   تمہیدی کلمات

طویل زندگی کا حصول ہر عہد کے انسان کی فطری خواہش رہی ہے لیکن اکیسویں صدی سے قبل کسی تہذیب، ادارے یا فرد نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ وہ لازوال زندگی کے حصول میں کامیاب ہو جائے گا۔ دورِ جدید کی سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی کی ہوشربا ترقی نے انسانوں کی اس خواہش کو بال و پر عطا کرنا شروع کر دیے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں انسانی زندگی کو طول دینے اور اسے لازوال بنانے کے خبط میں مبتلا سرمایہ داروں، حیاتیات کے ماہرین اور کمپیوٹر سائنس انجینئرز نے موت پر قابو پانے کے پروجیکٹ اور ریسرچ شروع کر رکھی ہے۔ اس لیے دورِ جدید کے بنیادی سوالات میں سے ایک اہم سوال یہ ہے کہ کیا انسان اس قابل ہو چکا ہے کہ وہ کائنات کے نظم میں اپنی مرضی سے تبدیلیاں کر کے موت پر قابو پا سکے۔ اس آرٹیکل میں ہم انہی انسانی کاوشوں کا جائزہ لیں گے کہ کیا انسانوں کے لیے ممکن ہے کہ وہ موت جیسی اٹل حقیقت پر قابو پا لیں۔

*Corresponding author: Muhammad Irfan at m.irfan@numl.edu.pk

۲.　اصطلاحی مفاہیم

۲.۱.　موت کا قرآنی مفہوم

امام راغب اصفہانیؒ (متوفی ۵۰۲ھ) کے مطابق قرآن میں موت کے متعدد معانی بیان ہوئے ہیں مثلا:

موت کا ایک معنیٰ قوت نامیہ کا نہ ہونا ہے، قوت نامیہ سے مراد وہ قوت ہے جو حیوانات و نباتات دونوں میں پائی جاتی ہے۔ جیسے قرآن اس کے متعلق کہتا ہے: **اعلموان اللہ یحی الارض بعد موتھا** ۔[1] "اللہ ہی ہے جو زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔"

موت کا دوسرا معنیٰ قوت حسی کا زائل ہونا ہے، جیسے کسی جاندار کا بے ہوش ہو جانا۔ سورہ مریم میں حضرت مریمؑ کا یہ قول: **یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا** [2] "اے کاش میں یہ سب دیکھنے سے پہلے ہی نیست و نابود ہو چکی ہوتی اور بھولی بسری یاد بن گئی ہوتی۔"

موت کا تیسرا معنیٰ قوت عقلی کا زائل ہونا ہے یعنی ایسی قوت جس کے زائل ہونے سے انسان ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جیسے قرآن کی یہ آیت: **اومن کان میتا فاحییناہ** [3] "ہم نے اسے ہدایت کی بدولت زندہ کیا۔" امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہاں میت کے معنیٰ کافر اور احیاء کے معنیٰ ہدایت مراد لیے ہیں۔[4]

موت کا چوتھا معنیٰ ہے وہ تکلیف دہ غم جو زندگی میں تکدر پیدا کر دے، قرآن اس حالت کو اس طرح بیان کرتا ہے:

> **تجرعہ ولایکادیسیغہ ویاتیہ الموتمن کل مکان و ما ھو بمیت**[5]
>
> "وہ (جہنمی) اسے بمشکل ایک گھونٹ ایک گھونٹ کر کے پیے گا اور اسے حلق سے نیچے نہیں اتار سکے گا اور موت اسے گھیر لے گی لیکن وہ مر نہیں سکے گا۔"

یہاں موت سے مراد وہ مصائب اور تکالیف ہیں جو کسی انسان کو موت تک پہنچا دیتے ہیں مگر چونکہ وہاں (آخرت) میں موت نہیں ہے اس لیے وہ مرے گا بھی نہیں۔ قرآن ایک دوسری جگہ بیان کرتا ہے: **لایموت فیھا ولا یحی** [6]۔ "نہ وہ اس میں مریں گے نہ جی سکیں گے۔"

موت کا پانچواں استعمال نیند کے معنوں میں ہوتا ہے اسی لیے نیند کو موت خفیف اور موت کو نوم ثقیل کہا جاتا ہے، اسی معنوی مناسبت کی وجہ سے قرآن میں ان دونوں لفظوں کو توفی کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسے: **وھوالذی یتوفکم بالیل**[7] "اور وہی ہے جو رات سوتے میں تمہاری روح قبض کرتا ہے۔" دوسری جگہ فرمایا:

---

[1] الحدید، ۵۷:۱۷۔

[2] مریم، ۱۹:۲۳۔

[3] الانعام، ۶:۱۲۲۔

[4] ایضاً۔

[5] ابراہیم، ۱۴:۱۷۔

[6] یوسف، ۱۲:۸۷۔

[7] الانعام، ۶:۶۰۔

اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامهافیمسک التی قضٰی علیها الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ۔[۸]

"اور اللہ ہی ہے جو ان جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرلیتا ہے اور جنہیں موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کی حالت میں پھر جس پر موت کا حکم صادر فرمادیتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسرے کو ایک مقررہ وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔"

موت کا یہی مفہوم سو کر اٹھنے کی دعا میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: **الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیه النشور۔**[۹] "سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا۔ ظاہر ہے یہاں موت وحیات سے مراد نیند اور بیداری ہے۔"

۲.۲ علم جدید اور موت کا مفہوم

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں موت کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے:

The irreversible cessation of all vital functions especially as indicated by permanent stoppage of the heart, respiration, and brain activity.[۱۰]

"موت انسانی جسم کے تمام اہم افعال کے ناقابل واپسی خاتمے کا نام ہے۔ خاص طور پر دل، سانس اور دماغی سرگرمی کے مستقل رکنے کا عمل۔"

Many dictionaries define death as "the extinction or cessation of life...[۱۱]

"بہت سی لغات موت کو "زندگی کے ختم ہونے" کے طور پر بیان کرتی ہیں۔ چونکہ زندگی کی تعریف کرنا بطور خود ایک مشکل امر ہے اور ہر انسان چیزوں کے معلوم ہونے کے لحاظ سے سوچتا ہے۔

لہٰذا موت کی تعریف کرنا بھی بظاہر ایک مشکل امر ہے۔ موت عمل زندگی کے مکمل خاتمے کا نام ہے جو بالآخر تمام جانداروں میں ہوتا ہے۔ انسانی موت کی کیفیت ہمیشہ پر اسرار اور توہم پرستی پر مبنی رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی صحیح تعریف متنازعہ رہی ہے۔ ہر ثقافت اور قانونی نظام اس کو اپنے تناظر میں دیکھتا ہے۔ کیا ماضی میں بھی انسان موت پر غور وفکر اور بحث ومباحثہ کرتے تھے یا یہ صرف بیسویں صدی اور جدیدت کے مظاہر میں سے ہے، اس حوالے سے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہے:

"بیسویں صدی کے نصف آخر میں موت ایک مقبول موضوع بن گیا ہے۔ اس سے پہلے حیرت انگیز طور پر، موت ایک ایسا موضوع تھا جو سنجیدہ سائنسی اور فلسفیانہ قیاس آرائیوں سے بچ گیا تھا۔ اسے حیاتیاتی تحقیق میں بھی نظر انداز کیا گیا تھا اور طبی مشق کے لحاظ سے

---

[۸] الزمر، ۳۹: ۴۲۔

[۹] اصفہانی، راغب، **المفردات فی غریب القرآن: کتاب المیم وکتاب الحاء** (کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، ۲۰۰۸)، ۳۲۹۔

[۱۰] www.britannica.com. Pallis, Christopher A..."Death". Encyclopedia *Britannica*,۷, Apr.۲۰۲۳, https://www.britannica.com/science/death. Accessed on May۱۳, ۲۰۲۳.

[۱۱] ibid.

اسے بڑی حد تک غیر متعلقہ سمجھا جاتا تھا۔ تاہم جدید دور میں موت کا مطالعہ ان تمام شعبوں اور بہت سے دوسرے شعبوں میں ایک مرکزی اور اہم موضوع بن گیا ہے۔"[۱۲]

دور جدید میں مغرب میں موت کے موضوع پر کس طرح کے مباحث ہو رہے ہیں اس حوالے سے کرسٹوفر ہیچنز لکھتے ہیں:

"مختلف جرائد اب نہ صرف مرنے والوں کی فہرست دیتے ہیں بلکہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ کس سبب سے مرے۔ بعض اوقات وہ ان موضوعات پر کھل کر بات کرتے ہیں جنہیں ایک نسل پہلے انسان بہت نازک اور ذاتی سمجھتے تھے۔ ٹیلی ویژن کے انٹرویو لینے والے مرنے والوں کے رشتہ داروں سے سوال کرتے ہیں۔ موت اب ممنوعات میں شامل نہیں ہے۔ موت کے بارے میں جانکاری اور اس کے بارے میں بہتر طور پر آگاہی حاصل کرنے کی عمومی خواہش انسانی رویوں میں شاید اتنی ہی بڑی تبدیلی کی عکاسی کرتی ہے جو پہلی جنگ عظیم کے بعد جنسی تعلقات کے بارے میں زیادہ کھلی بحث کے ساتھ شروع ہوئی تھی۔"[۱۳]

۲.۳۔ موت کا سائنسی مفہوم

سائنس کے مطابق کسی بھی جاندار کی بنیادی اکائی سیل (Cell) ہوتا ہے، سیل کو اردو میں خلیہ کہا جاتا ہے، انسانی وجود اربوں خلیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو روزانہ کی بنیاد پر ٹوٹتے بنتے ہیں اور یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے۔ ان زندہ خلیوں میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ یہ انسانی موت اور بیماریوں کا سبب بننے والے خطرناک خلیوں کے ساتھ لڑ کر انہیں ختم کر سکیں۔ مثلاً اگر کسی انسانی جسم میں کوئی وائرس یا کینسر کے خلیے جنم لیں تو یہ طاقتور خلیے ان کے ساتھ لڑ کر انہیں ختم کر دیتے ہیں۔ لیکن جب نئے خلیوں کے بننے اور بگڑنے کا عمل سست یا رک جاتا ہے تو معاملہ بگڑ جاتا ہے، ایک طرف نئے خلیے جنم نہیں لیتے اور دوسری طرف پرانے خلیے آہستہ آہستہ مرنا شروع ہو جاتے ہیں اور بیماری کے خلیے غالب آ کر اپنا اثر دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔

اس طرح سائنسی توجیہ کے مطابق انسانی زندگی کا خاتمہ مختلف اعضاء کے ناکارہ ہونے سے ہوتا ہے۔ مثلاً قلبی نظام کا تھم جانا، دماغ کا ناکارہ ہو کر رک جانا اور پھیپھڑوں کا ناکارہ ہو جانا۔ سائنسی نکتہ نگاہ سے موت کی مختلف اقسام ہیں، مثلاً کلینیکل موت اور دماغی موت۔ کلینیکل موت میں قلبی نظام رک جاتا ہے اور مختلف اعضاء تک آکسیجن کی ترسیل نہیں ہو پاتی۔ دماغی موت میں انسانی دماغ ناکارہ ہو جاتا ہے، اگرچہ دماغ کے نچلے حصے میں کچھ خلیات برین ڈیتھ کی صورت میں موجود ہوتے ہیں مگر انسانی شعور ختم ہو چکا ہوتا ہے۔

جب انسانی وجود کو آکسیجن اور خوراک نہیں ملتی تو اعضاء رفتہ رفتہ اپنا عمل چھوڑ کر غیر فعال ہو جاتے ہیں۔ خلیات کے بننے اور ٹوٹنے کا عمل رک جاتا ہے اور نئے خلیے نہیں بنتے۔ ایسی صورت میں سب سے پہلے انسانی دماغ رد عمل ظاہر کرتا ہے اور دماغی خلیات چند منٹوں بعد مرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ دل کا رد عمل نسبتاً آہستہ ہوتا ہے اور یہ موت کے بعد نصف گھنٹے تک زندہ رہ سکتا ہے۔ جب دل سے خون کی روانی رک جاتی ہے تو جسم میں مختلف مقامات پر ڈیڈ سپاٹ بن جاتے ہیں جنہیں موت کی وجوہات جاننے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

---

[۱۲] ibid.

[۱۳] Christopher Hitchens, *Mortality* (Chicago: University of Chicago Press, ۲۰۲۱), ۸۴.

موت کے تقریباً دو گھنٹے بعد انسانی جسم میں ٹرائی فاسفیٹ کی تخلیق رک جاتی ہے، یہ خلیات کے لیے توانائی کے حصول کا اہم ماخذ ہوتا ہے اور اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے پٹھے سخت ہونے لگتے ہیں۔ تقریباً دو سے تین دن کے بعد انتڑیوں کا سسٹم بھی غیر فعال ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ بیکٹریا انسانی جسم کو بتدریج تلف کرنے کے عمل میں لگ جاتے ہیں۔[14]

۳۔ موت فنائے محض کا تصور

موت پر قابو پانے کے جتنے بھی دعوے کیے جاتے ہیں وہ اس غلط فہمی کی بنیاد پر قائم کیے گئے ہیں کہ موت فنائے محض کا نام ہے۔ قدیم منکرین اور جدید منکرین میں یہ فرق ہے کہ قدیم منکرین موت کو ایک وجودی مخلوق تسلیم کرتے تھے اور کہتے تھے ہم مریں گے تو سہی مگر مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ قرآن ان کی حالت کو اس طرح بیان کرتا ہے: **ثم اذامتنا کنا تر ابا و عظاماءانا لمبعوثون۔**[15] "جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔" دوسری جگہ اس دعوے کی منظر کشی اس طرح کی گئی ہے: **اءذا کنا عظاماورفاتاءانا لمبعوثون خلقا جدیدا**[16] "جب ہم بوسیدہ ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔" تیسری جگہ فرمایا: **اءذاضلللنافی الارض اءنالفی خلق جدید ۔ بل هم بلقاء ربهم کافرون۔**[17] "جب ہم مٹی میں خلط ملط ہو جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے ہی منکر ہیں۔"

قدیم منکرین کے ان دعاوی کا جواب قرآن نے بڑی قطعیت اور صراحت کے ساتھ دیا ہے، قرآن کہتا ہے:

منها خلقناکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارۃ اخریٰ۔[18]

"ہم نے تمہیں اسی مٹی سے پیدا کیا تھا، اسی مٹی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی مٹی سے تمہیں دوسری مرتبہ پیدا کریں گے۔

سورۃ النجم میں فرمایا: **وان علیه النشاۃ الاخریٰ ۔**[19] "اور دوبارہ زندہ کرنا اسی خدا کا کام ہے۔" جبکہ جدید منکرین، موت کو کوئی وجودی مخلوق ہی تصور نہیں کرتے بلکہ ان کا استدلال یہ ہے کہ موت انسانی management کا disorder ہے جس پر عنقریب قابو پا لیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ موت کا یہ فہم اور استدلال سراسر غلط فہمی کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اور جب بنیادی مقدمہ ہی غلط ہے تو اس پر کھڑی کی جانے والی عمارت کس طرح ٹھیک ہو سکتی ہے۔

---

[14] Sherwin B. Nuland, *How We Die* (New York: Anchor, ۲۰۲۱), ۳۲.

[15] الصٰفّٰت، ۳۷:۵۳۔

[16] الاسراء، ۴۹:۹۸۔

[17] السجدہ، ۳۲:۱۰۔

[18] طٰہٰ، ۲۰:۵۵

[19] النجم، ۵۳:۴۷۔

۳.۱ موت ایک مستقل وجودی مخلوق

موت پر مغرب میں جو جدید مباحث ہو رہے ہیں ان میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ موت کوئی مستقل وجود نہیں بلکہ یہ فنائے محض کا نام ہے جو بشری کمزوری اور انسانی عارضہ کے سبب لاحق ہوتا ہے اور اس پر بہت جلد قابو پالیا جائے گا۔ موت کا یہ مفہوم موت کی درست تفہیم نہیں ہے کیونکہ موت ایک مستقل وجودی مخلوق ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الذی خلق الموت و الحیاۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا[20]

"اللہ وہ ذات ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔"

یہاں موت کو خلق کے صیغے کے ساتھ بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت فقط زندگی کے خاتمے یا سلب حیات کا نام نہیں بلکہ ایک مستقل وجودی مخلوق ہے اور ہر زندہ وجود نے اپنی مدت پوری کرنے کے بعد اس وجود میں ڈھلنا ہے۔ اس مفہوم کی تاکید دیگر قرآنی آیات سے ہوتی ہے، مثلاً قرآن کہتا ہے:

کل نفس ذائقۃ الموت ثم الینا ترجعون۔[21]

"ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے پھر تم سب ہماری طرف واپس لائے جاؤ گے۔"

دوسری جگہ فرمایا: **کل نفس ذائقۃ الموت ونبلوکم بالشر و الخیر فتنۃوالینا ترجعون۔**[22] "ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور ہم تمہیں اچھائی اور برائی کے ساتھ آزمائیں گے اور تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔" مزید فرمایا: **کل نفس ذائقۃ الموت و انما توفون اجورکم یوم القیامۃ۔**[23] "ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور تم سب کو قیامت کے دن پورا پورا اجر دیا جائے گا۔"

۳.۲ مستقل وجودی مخلوق

ان تمام آیات میں موت کے ساتھ صراحتاً اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ موت عدم محض اور فنائے محض کا نام نہیں بلکہ ایک مستقل وجودی مخلوق کا نام ہے اور ہر زندہ موجود کو اس وجود میں ڈھلنا ہے۔ انسان کی پیدائش تو اختیاری تھی کہ اگر اس کی حیات کے اسباب نہ ہوتے تو ممکن تھا وہ وجود میں نہ آتا لیکن حیات کے بعد موت کے قالب میں ڈھلنا اس کے اختیار میں نہیں اور اسے بہر صورت اس قالب میں ڈھلنا ہے۔

۴. موت پر قابو پانے کی خواہش

موت پر قابو پانے کا تصور دور جدید اور جدید سائنس و ٹیکنالوجی کے زعم کی بنیاد پر قائم کیا گیا ایک دعویٰ ہے۔ ماضی میں کسی بھی انسانی تہذیب میں اس طرح کی کسی انسانی کوشش کا تذکرہ نہیں ملتا۔ اب تک کی معلوم انسانی تاریخ میں تمام تہذیبوں نے موت کو ایک اٹل حقیقت کے

---

[20] الملک، ۶۷: ۲۔
[21] العنکبوت، ۲۹: ۵۷۔
[22] الانبیاء، ۲۱: ۳۵۔
[23] آل عمران، ۳: ۱۸۵۔

طور پر قبول کیا ہے۔ موت پر ریسرچ اور اس پر قابو پانے کی خواہش کا اظہار بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں ہوا۔ اکیسویں صدی کی شروعات میں مشہور مغربی سرمایہ داروں نے سائنسدانوں کے ساتھ مل کر اس پروجیکٹ کا آغاز کیا اور اس کے لیے متعدد تحقیقی پروجیکٹ اور تحقیقی ادارے قائم کیے۔

ان اداروں میں سر فہرست مشہور ریسرچ کمپنی "کیلیکو "(Calico) ہے جو کیلیفورنیا لائف کمپنی کا مخفف ہے۔ اس ریسرچ اور ڈویلپمنٹ کمپنی کی بنیاد مشہور امریکی سرمایہ دار بل میرس(Bill Maris,۱۹۷۵) نے رکھی۔ بل میرس مشہور امریکی سرمایہ داروں، ماہرین حیاتیات، کمپیوٹر کے ماہرین اور سائنسدانوں کے ساتھ مل کر انسانی زندگی کو لازوال بنانے کے خبط میں مبتلا ہے۔ ان لوگوں نے یہ فرض کر لیا ہے کہ موت کوئی اٹل حقیقت نہیں بلکہ انسانی مینجمنٹ کا ڈس آرڈر ہے جس پر بہت جلد قابو پالیا جائے گا۔

۴.۱ بنیادی مقدمہ

ان لوگوں کا بنیادی مقدمہ یہ ہے کہ دور جدید میں میڈیکل سائنس بہت ترقی کر چکی ہے، جینیاتی سائنس، بائیو ٹیکنالوجی، نینو ٹیکنالوجی اور میڈیکل کے دیگر شعبوں میں اس قدر ترقی ہو چکی ہے کہ موت پر قابو پانا اب کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ آج سے ہزار سال قبل اگر کوئی سپاہی میدان جنگ میں زخمی ہو جاتا تھا تو انفکشن سے بچنے کے لیے اس کا پورا زخمی عضو کاٹنا پڑتا تھا ورنہ انفکشن کی وجہ سے سارا جسم گل سڑ جاتا تھا جبکہ دور جدید میں میڈیکل سائنس کی بدولت اب یہ مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ اسی طرح دور جدید کا سب سے خطرناک مرض کینسر ہے لیکن جب ڈاکٹر کسی مریض کے بارے کینسر کی تشخیص کرتے ہیں تو وہ یہ نہیں کہتے کہ تمہیں موت چمٹ گئی ہے بلکہ اسے بتایا جاتا ہے تمہیں کینسر اور یہ انسانی مینجمنٹ کا ڈس آرڈر ہے جس پر قابو پالیا گیا ہے۔

۴.۲ بنیادی استدلال

ان لوگوں کا ایک اہم استدلال یہ ہے کہ بہت سارے انسان جنگوں میں مارے جاتے ہیں جنہیں ہم اٹل موت سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں لیکن یہ صرف خود کو دھوکہ دینے والی بات ہے کیونکہ بہتر خارجہ پالیسی، دفاعی حکمت عملی اور بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری سے جنگوں سے بچا جا سکتا ہے۔ کچھ لوگ روڈ ایکسیڈنٹ میں مارے جاتے ہیں جنہیں تقدیر سمجھ کر قبول کر لیا جاتا ہے جبکہ اسے بھی بہتر ٹریفک پالیسیوں اور ٹریفک قوانین پر عمل کر کے روکا جا سکتا ہے۔ سیلاب اور طوفانوں میں مارے جانے والے انسانوں کی موت کو بھی اٹل موت کی کار فرمائی کا جواز کہہ کر قبول کر لیا جاتا ہے جبکہ یہ بھی محض انسانی تسکین کے لیے گھڑا جانے والا ایک ڈھکوسلا ہے ورنہ بہتر موسمیاتی پالیسیوں کو اپنا کر اور ان پر عمل کر کے ان مہلک آفتوں سے بھی زندگی بچائی جا سکتی ہے۔

اس بنیادی استدلال کو بنیاد بنا کر بل میرس اور اس کے ہمنواؤں نے ۱۸ ستمبر ۲۰۱۳ء کو کیلکو کمپنی کی بنیاد رکھی۔ مشہور سرچ انجن گوگل (Google) نے بھی اس میں سرمایہ کاری کر دی اور کچھ ہی عرصے بعد یونیورسٹی آف ٹیکساس، ہاورڈ یونیورسٹی اور ایم آئی ٹی یونیورسٹی نے بھی اس میں شراکت داری کر لی اور اس وقت مختلف یونیورسٹیز، ریسرچ ادارے، سائنسدان اور ماہرین مل کر اس پروجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ اس کمپنی کے اہم اہداف میں انسانی صحت پر ریسرچ کرنا، انسانی زندگی کو طول دینا، بڑھاپے کو ختم کرنا اور بالآخر موت کے مسئلے پر قابو پانا شامل ہیں۔ کمپنی کے سی ای او بل میرس نے آج سے آٹھ سال قبل ایک انٹرویو میں کہا تھا اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ کیا انسان اپنی زندگی کو طول دے سکتا ہے تو میرا

جواب ہو گا کہ ہاں انسان کم از کم پانچ سو سال تو ضرور زندہ رہ سکتا ہے۔

امریکہ کی مشہور سیلی کون ویلی کے کئی سرمایہ دار اور پے پال کے اونر پیٹر تھیل بھی ان منصوبوں میں شامل ہو چکے ہیں، اس کمپنی میں کام کرنے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ ۲۱۰۰ یا ۲۲۰۰ تک موت پر قابو پالیا جائے گا۔ مشہور ماہرین کرزویل اور آبری ڈی گرے کے مطابق ۲۰۵۰ تک ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ ہر دس سال بعد کسی کلینک میں داخل ہوں اور اپنے وجود کی تجدید نو کر سکیں۔

۳.۴. موت پر قابو پانے کا حقیقت

اوپر ہم نے موت پر قابو پانے کے جو دعوے ذکر کیے ہیں یہ امر واقع کی درست تعبیر نہیں، ماہرین حیاتیات اور سرمایہ دار مل کو جو کر رہے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی میں سے بڑھاپے کو چند سال پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہے ہیں جنہیں وہ اپنے زعم میں موت پر قابو پانے سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ بہتر انسانی مینجمنٹ، خوراک کی بہتری اور کچھ عرصے کے لیے خلیوں کی از سر نو تخلیق اور انہیں جوان بنانے سے انسانی زندگی میں سے بڑھاپے کو چند سال پیچھے دھکیل دیا جائے۔ ذیل میں ہم ثابت کرتے ہیں کہ کس طرح محض بڑھاپے کو چند سال پیچھے دھکیلنے کو موت پر قابو پانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مشہور کمپیوٹیشنل بائیولوجسٹ اینڈریو سٹیل اپنی تحقیق میں کہتے ہیں کہ موت پر قابو پانا یا طویل عمر کا حصول محض فریب ہے، آج میڈیکل سائنس میں جتنی بھی ریسرچ ہو رہی ہے اس کا دائرہ کار صرف اس امر پر ہے کہ ہم کس طرح بڑھاپے کو انسانی زندگی سے کچھ سال پیچھے دھکیل سکتے ہیں۔ سٹیل کا ماننا ہے کہ انسانی وجود کو جتنی بھی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں وہ محض بڑھاپے کی وجہ سے لاحق ہوتی ہیں اگر بڑھاپے کو انسانی زندگی سے پیچھے دھکیل دیا جائے تو ان بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے اور انسانی زندگی کچھ عرصہ مزید بڑھ سکتی ہے۔[۲۴]

مثلاً کینسر، فالج، امراض قلب اور دیگر موذی امراضی یہ از خود اتنے مہلک نہیں ہوتے بلکہ یہ سب بڑھاپے کی وجہ سے مہلک امراض بن جاتے ہیں۔ یہی امراض اگر کسی جوان انسان کو لاحق ہوں تو اس کا مدافعتی سسٹم اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ ان بیماریوں کے خلاف لڑ سکے مگر بڑھاپے میں مدافعتی نظام کمزور ہو جاتا ہے جس کی بنیاد پر یہ امراض مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ سٹیل کا مؤقف ہے کہ دور جدید کی میڈیکل سائنس کی ترجیحات غلط ہیں، حکومتیں کینسر، فالج اور امراض قلب کے میدان میں ریسرچ کے لیے تو فنڈنگ مہیا کرتی ہیں مگر بڑھاپا جو اصل وجہ ہے اس کو پیچھے دھکیلنے پر ریسرچ کے لیے فنڈنگ نہیں کی جاتی۔[۲۵]

بڑھاپے کی وجہ سے موت کے امکانات پر بات کرتے ہوئے سٹیل کہتا ہے کہ اگر ایک انسان کی عمر ۳۵ سال ہے تو اگلے سو برس میں اس کی موت کا امکان سو میں سے ایک ہو گا جبکہ ۹۰ سال کی عمر میں یہ امکان چھ میں سے ایک ہو جائے گا۔ بڑھاپے پر ریسرچ کے حوالے سے فنڈنگ اس لیے بھی اہم ہے کہ بڑھاپے کا تعلق صرف میڈیکل کے شعبے کے ساتھ نہیں ہے بلکہ یہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے گرد گھومتا ہے۔ اس سے

[۲۴] Steele, Andrew, *Ageless: The New Science of Getting Older Without Getting Old* (New York: Anchor, ۲۰۲۱),۱۶۷.

[۲۵] ibid.

لاپروائی اور بے اعتنائی کا عالم یہ ہے کہ ماہرین حیاتیات بھی بڑھاپے کے موضوع کو سیریس نہیں لیتے، ڈاکٹر اور سائنسدان حیاتیات اور بائیوکیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لے لیتے ہیں لیکن انہیں ان کے موضوع سے جڑے ہوئے اہم سوال "بڑھاپے" کے بارے کچھ بھی علم نہیں ہوتا۔[۲۶]

ڈاکٹر نیر برزیلی نیویارک کے البرٹ آئن سٹائن کالج آف میڈیسن (College of medicine) میں انسٹی ٹیوٹ فار ایجنگ ریسرچ (Institute for Aging research) کے سربراہ ہیں۔ ان کی ریسرچ کے مطابق بڑھاپا نو دس جسمانی افعال کا نتیجہ ہے۔ یہ جسمانی افعال وقت کے ساتھ بتدریج غیر فعال ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے بڑھاپے کی شروعات ہوتی ہیں۔ اگر بروقت ان جسمانی افعال کو درست کر دیا جائے تو انسانی جسم کو از سر نو جوان بنایا جاسکتا ہے۔ ان افعال کی درستگی کا عمل چوہوں پر آزمایا جاچکا ہے جو حیران کن طور پر از سر نو جوان ثابت ہو چکے ہیں۔[۲۷]

بڑھاپے پر کام کرنے والے سائنسدانوں اور ماہرین تحقیق کی کاوشوں سے کچھ عرصہ قبل اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے بھی بڑھاپے کو ایک بیماری ڈکلیئر کر دیا ہے۔ اس سے کم از کم یہ ہوا ہے کہ اب بڑھاپے کو قدرتی عمل کی بجائے ایک بیماری سمجھ کر اس کے علاج پر ریسرچ کی جارہی ہے اور ممکن ہے کہ آنے والی دہائیوں میں بڑھاپے کو انسانی زندگی سے کسی حد تک پیچھے دھکیل دیا جائے۔ معلوم ہوا کہ سائنسدان اور ماہرین حیاتیات جو موت پر قابو پانے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ دراصل موت پر قابو نہیں بلکہ بڑھاپے کو چند سال پیچھے دھکیلنے کا دعویٰ ہے اور ظاہر ہے ان چند سالوں کے بعد بھی بالآخر موت ہی ہے تو اصل تعبیر موت پر قابو پانا نہیں بلکہ بڑھاپا کو پیچھے دھکیلنا ہونی چاہیے۔

۵. موت اٹل ہونے کا مذہبی مقدمہ

۵.۱ قرآنی استدلال

قرآن کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے فانی ہونے اور موت کے برحق ہونے کو بیان کیا ہے۔ ذیل میں ہم ان قرآنی آیات کی روشنی میں موت کے اٹل ہونے کے استدلال کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ موت اٹل ہونے کا سب سے بہترین اور مضبوط استدلال سورہ النساء میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

اینما تکونوا یدرکم الموت ولوکنتم فی بروج مشیدہ[۲۸]

"تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آکر رہے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ (پناہ لیے ہوئے) ہو۔"

تفسیر ابن عباس میں اس آیت کی تشریح کے ضمن میں لکھا ہے: "اے گروہ مومنین اور اے منافقین خواہ تم خشکی میں ہو یا تری میں، سفر میں ہو یا حضر میں خواہ مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو، موت سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں موت ضرور آئے گی۔"[۲۹]

---

[۲۶] Ibid.

[۲۷] Elisabeth Kübler-Ross, *On Death & Dying* (UK, Oxford University Press, ۲۰۱۹), ۵۶.

[۲۸] النساء، ۴:۷۸۔

[۲۹] ابن عباس، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، **تفسیر ابن عباس** (لاہور، مکی دار الکتاب، ۲۰۰۹)، ۱:۳۰۱۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ بیان القرآن میں لکھتے ہیں: "ان پر واضح کیا جارہا ہے کہ موت سے کوئی مفر نہیں، تم جہاں کہیں بھی ہوگے موت تمہیں پالے گی۔ اگرچہ تم بہت مضبوط قلعوں کے اندر اپنے آپ کو محصور کرلو پھر بھی موت سے نہیں بچ سکتے۔"[۳۰]

سورۃ انبیاء میں قرآن موت کی حقیقت کو اس طرح مخاطب بناتا ہے:

وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد۔افامت فهم الخالدون[۳۱]

"آپ سے پہلے کسی انسان کو ہم نے ہمیشگی نہیں دی کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لئے رہ جائیں گے۔"

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا حضرت خضرؑ بھی وفات پا چکے ہیں کیونکہ وہ بھی انسان ہی تھے اور اس دنیا میں بجز ذات باری کے کسی کو دوام نہیں ہے۔ تفسیر ابن عباس میں اس آیت کے شان نزول کے متعلق لکھا ہے: "ابن منذرؒ نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے انتقال کی خبر دی گئی تو آپ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے بعد میری امت کی کون نگرانی کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔"[۳۲]

مفتی تقی عثمانی آسان ترجمہ قرآن میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت کفار کے اس رویے کا جواب ہے جو اس بات پر خوشیاں مناتے تھے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کا دین ختم ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ موت ہر انسان کو آنی ہے تو کیا یہ خوشیاں منانے والے اس سے بچ جائیں گے۔

ایک اور جگہ قرآن اس انداز میں مخاطب ہوتا ہے: **كل نفس ذائقه الموت**[۳۳] "ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔"

مفتی شفیع عثمانیؒ معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

> "کوئی جاندار موت سے نہیں بچ سکتا اور دنیا کی راحت و مصیبت اکثر تو دنیا ہی میں حالات بدل کر ختم ہو جاتی ہیں اور بالفرض دنیا میں نہ بدلی تو موت پر سب کا خاتمہ ہو جانا یقینی ہے عقلمند کا کام اس چند روزہ راحت و رنج کی فکر میں پڑے رہنا نہیں بلکہ مابعد الموت کی فکر کرنا ہے کہ وہاں کیا ہوگا۔"[۳۴]

یہی مفہوم سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۳۵ میں کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے:

كل نفس ذائقة الموت ونبلوكم بالشر والخير فتنة و الينا ترجعمون[۳۵]

"ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے، ہم تمہیں اچھائی اور برائی میں مبتلا کر کے آزمائیں گے اور تم نے ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔"

---

[۳۰] ایضا۔

[۳۱] النساء، ۴:۳۴۔

[۳۲] ابن عباس، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، **تفسیر ابن عباس**، ۲:۲۷۶۔

[۳۳] آل عمران، ۳:۱۸۵۔

[۳۴] عثمانی، مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن** (کراچی، معارف القرآن، ۲۰۰۲)، ۴:۲۰۴۔

[۳۵] الانبیاء، ۲۱:۳۵۔

مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں: "یہاں مراد ہر نفس سے نفوس ارضیہ یعنی زمینی جاندار ہیں۔ موت کی حقیقت جمہور علماء کے نزدیک روح کا جسد عنصری سے نکل جانا ہے اور روح خود ایک جسم نورانی لطیف ذی حیات متحرک کا نام ہے۔۔۔ الخ"[36] **وما جعلناهم جسدا لاياكلون الطعام وما كانو خالدين۔**[37]" اور ہم نے (آپ سے قبل) جو انبیاء بھیجے ان کی ذات ایسی نہیں تھی کہ وہ کوئی مافوق البشر تھے جو کھاتے پیتے نہیں تھے اور انہیں موت نہیں آئی۔"

تفسیر ابن عباس میں اس آیت کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے: "اور ہم نے ان انبیاء کرام کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور پانی نہ پیتے ہوں اور نہ وہ حضرات دنیا میں ہمیشہ رہنے والے ہوئے بلکہ وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور پانی بھی پیتے تھے اور ان انبیاء کرام نے وفات بھی پائی ہے۔"[38] سورۃ رحمان میں اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

كل من عليها فان۔ ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام۔[39]

"زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ صرف تیرے رب کی ذات جو عزت و عظمت والی ہے باقی رہے گی۔"

موت کے اٹل ہونے کا یہ مفہوم سورۃ زمر کی آیت نمبر ۳۰ میں اس طرح بیان ہوا ہے: **انک میت و انهم میتون ۔**[40] "یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔"

مفتی شفیع عثمانیؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ افضل الخلائق اور سید الرسل ہونے کے باوجود موت سے رسول اللہ بھی مستثنیٰ نہیں تاکہ آپ کی وفات کے بعد ان لوگوں میں اس پر اختلاف پیدا نہ ہو۔"[41]

قرآن کی ان تمام آیات سے مذہب کا یہ استدلال بالکل واضح ہے کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے جو ہر ذی روح کو آکر رہے گی۔ اگر انسان اپنی کوششوں سے موت کی اٹل کارفرمائی کو کچھ عرصے کے لیے پیچھے دھکیل بھی دیتا ہے تو یہ کوئی انہونی بات نہیں اس کے بعد بھی بالآخر موت ہی ہے۔ ماضی کی نسبت دور جدید کے انسان نے سماجی ارتقاء کی بہت ساری منزلیں طے کر لی ہیں اور انہی میں سے ایک میڈیکل کی ترقی ہے۔ ماضی میں اگر انسانوں کی اوسط عمر چالیس یا پچاس سال تھی تو آج یہ بعض ممالک میں نوے اور سو سال تک چلی گئی ہے۔ تو اس سماجی ارتقاء کو موت پر قابو پانے جیسی تعبیرات سے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسان نے بہتر خوراک، حفظان صحت کے اصولوں اور میڈیکل کی کچھ دریافتوں کے نتیجے میں زندگی کو بہتر بنالیا ہے اور بڑھاپے کو پیچھے دھکیل دیا ہے لیکن اس کے بعد بھی بلاآخر موت ہی انسان کا مقدر ہے۔

[36] عثمانی، مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن**، ۴:۲۰۵۔
[37] الانبیاء، ۲۱:۸۔
[38] ابن عباس، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، **تفسیر ابن عباس**، ۳:۱۲۹۔
[39] القمر، ۵۴:۲۷،۲۶۔
[40] الزمر، ۳۹:۳۰۔
[41] عثمانی، مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن**، ۵:۳۰۷۔

۶.   موت اور بعث بعد الموت سے جڑے چند سوالات

موت اور اس سے جڑے چند اہم سوالات میں سے ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ مذہب اپنا بنیادی مقدمہ ہی بعث بعد الموت پر قائم کرتا ہے کہ انسان کو بعث بعد الموت جزا و سزا کا سامنا کرنا پڑے گا جبکہ میڈیکل سائنس، آرٹیفشل انٹیلیجنس اور روبوٹک حیات نے اس بنیادی مقدمے پر سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ ان جدید ایجادات کا دعویٰ ہے کہ موت کوئی اٹل حقیقت نہیں بلکہ انسانی مینجمنٹ کا ڈس آرڈر ہے اور اب اس پر قابو پالیا جائے گا۔ لہٰذا مذہب اور اس کے مذکورہ دعوے کا اب کوئی ریلیونس نہیں بنتا۔

اس مفروضے کے جواب کے کچھ پہلو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں مزید یہ کہ اللہ نے زندگی اور موت کا جو طریقہ جاری فرما رکھا ہے اگر انسان اس میں کوئی غیر معمولی تغیر و تبدل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں یا موت کو ایک طویل عرصہ پیچھے دھکیلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ موت کو وارد کرنے کا کوئی نیا طریقہ اختیار فرمالیں یا پھر اللہ نے انسانوں کو جو مہلت دی ہے اسے ختم کر دیں اور اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم جاری فرمادیں۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ آرٹیفشل انٹیلیجنس اور روبوٹک حیات کا، حیات پر اطلاق حقیقی نہیں بلکہ مصنوعی ہے اس لیے موت اور بعث بعد الموت کا سوال یہاں غیر متعلق ہو جاتا ہے۔ آرٹیفشل انٹیلیجنس اور روبوٹک حیات سے زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے انسانی حیات کو طویل عرصے تک کے لیے جاری رکھا جائے مگر یہ طوالت زیادہ سے زیادہ کتنی ہو سکتی ہے؟ کائنات کی تباہی یا قیامت کا امکان تو سائنس بھی تسلیم کرتی ہے تو اگر یہ طوالت قیامت تک کے لیے بھی ہو جائے تب بھی اس کے بعد بہر حال موت ہے اور اس طرح مذہب کا مقدمہ اور بعث بعد الموت جزا و سزا کا ریلیونس بہر حال باقی رہتا ہے۔

اس کا تیسرا جواب یہ ہے کہ انسان اگر میڈیکل سائنس کی بدولت انسانی زندگی کو کچھ عرصے کے لیے طول دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ موت سے بچ جائے کیونکہ موت پر قابو پانے کے لیے موت کو روبہ عمل لانے والے عوامل پر قابو پانے لازم ہے۔ مثلاً زمین پر زلزلے بھی آئیں گے، سمندری طوفان بھی آئیں گے اور سیلابوں سے بھی انسان مریں گے۔ زمین پر جنگیں بھی ہوں گی اور دور جدید کی جنگوں میں اگر ایٹم بم چل گئے تو پوری زمین کی تباہی چند منٹ کی دوری پر ہو گی۔ لہٰذا موت پر قابو پانا گویا پوری کائنات پر قابو پانے کے مترادف ہے اور یہ ناممکن ہے۔

زندگی کو طول دینے کے ساتھ انسانوں کو جو مسائل درپیش ہوں گے ان کے پیش نظر بھی شاید جلد ہی انسان ان حرکتوں سے باز آجائیں۔ اس کے مظاہر ہمیں حال ہی میں فرانس میں ہونے والے مظاہروں میں دکھائی دیے ہیں۔ فرانس میں کچھ عرصہ قبل حکومت نے ریٹائرمنٹ کی مدت بڑھادی تھی، اس کہ وجہ یہ تھی کہ فرانس میں برتھ ریٹ بہت کم اور اوسط عمر میں کافی حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ حکومت کا مؤقف تھا کہ ریٹائرمنٹ کی ایج بڑھادی جائے جبکہ شہریوں کا کہنا تھا کہ کیا وہ مرتے دم تک نوکری ہی رہیں گے۔ اس بنیاد پر فرانس میں پچھلے کچھ عرصے میں شدید ہنگامے اور وسیع پیمانے پر جلاؤ گھیراؤ ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کو طول دینے کے ساتھ انسانوں کی مشکلات اور مسائل میں بھی اضافہ ہو گا اور ان مشکلات و مصائب کے پیش نظر بعید نہیں کہ انسان قوانین فطرت میں چھیڑ چھاڑ سے باز آجائیں۔

۷۔ خلاصہ بحث

طویل زندگی کا حصول ہر عہد کے انسان کی فطری خواہش رہی ہے۔ ماضی میں کبھی کسی فرد نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ وہ لازوال زندگی کے حصول میں کامیاب ہو جائے گا۔ دور جدید کی سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی کی ہوشربا ترقی نے انسانوں کی اس خواہش کو بال و پر عطا کرنا شروع کر دیے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک کے سرمایہ داروں، حیاتیات کے ماہرین اور کمپیوٹر سائنس انجینئرز نے موت پر قابو پانے کے پروجیکٹ اور ریسرچ شروع کر رکھی ہے۔ سائنسی توجیہ کے مطابق موت کا وقوع یا انسانی زندگی کا خاتمہ مختلف اعضاء کے ناکارہ ہونے سے ہوتا ہے۔ مثلا قلبی نظام کا تھم جانا، دماغ کا ناکارہ ہو کر رک جانا اور پھیپھڑوں کا ناکارہ ہو جانا۔ سائنسی نکتہ نگاہ سے موت کی مختلف اقسام ہیں، مثلا کلینیکل موت اور دماغی موت وغیرہ۔ موت پر قابو پانے کے جتنے بھی دعوے کیے جاتے ہیں وہ اس غلط فہمی کی بنیاد پر قائم کیے گئے ہیں کہ موت فنائے محض کا نام ہے۔ موت کا یہ مفہوم موت کی درست تفہیم نہیں ہے کیونکہ موت محض فنا ہونے کا نام نہیں بلکہ ایک مستقل وجودی مخلوق ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :الذی خلق الموت و الحیاة لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ کون اچھے عمل کرتا ہے۔ یہاں موت کو خلق کے صیغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت فقط زندگی کے خاتمے یا سلب حیات کا نام نہیں بلکہ ایک مستقل وجودی مخلوق ہے اور ہر زندہ وجود نے اپنی مدت پوری کرنے کے بعد اس وجود میں ڈھلنا ہے۔ موت پر قابو پانے کا دعوی امر واقع کی درست تعبیر نہیں ہے۔ ماہرین حیاتیات اور سرمایہ دار مل کو جو کر رہے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی میں سے بڑھاپے کو چند سال پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہے ہیں جنھیں وہ اپنے زعم میں موت پر قابو پانے سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ بہتر انسانی مینجمنٹ، خوراک کی بہتری اور کچھ عرصے کے لیے خلیوں کی از سر نو تخلیق اور انہیں جوان بنانے سے انسانی زندگی میں سے بڑھاپے کو چند سال پیچھے دھکیل دیا جائے۔

کتابیات

بلیلاوی، عبد الحفیظ، **مصباح اللغات** (لاہور، مکتبہ قدوسیہ، ۱۹۹۹)

اصفہانی، راغب، **المفردات فی غریب القرآن: کتاب المیم وکتاب الحاء** (کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، ۲۰۰۸)

ابن منظور افریقی، **لسان العرب** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۳۲ھ)

ابن عباس، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، **تفسیر ابن عباس** (لاہور، مکی دار الکتاب، ۲۰۰۹)

ابن کثیرؒ، اسماعیل بن عمر بن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۹۹ء)

عثمانی، مفتی محمد شفیع، **معارف القرآن** (کراچی، معارف القرآن، ۲۰۰۲)

وحید الدین خانؒ، **تذکیر القرآن** (نیو دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۲۰۰۹ء)

بخاریؒ، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح للبخاری** (کراچی: مکتبہ البشریٰ، ۲۰۱۱ء)

امام مسلمؒ، مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم** (بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۴۲۹ھ)

وحید الدین خانؒ، **آخرت کا سفر** (نیو دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۲۰۱۰ء)

حمید اللہؒ، **خطبات بہاولپور** (بہاولپور: اسلامیہ یونیورسٹی، ۱۹۹۷ء)

Steele, Andrew, Ageless: *The New Science of Getting Older Without Getting* (New York: Anchor, ۲۰۲۱)

Harari, Yuval Noah, *Sapiens* (Chicago: University of Chicago Press, ۲۰۲۱)

Christopher Hitchens, *Mortality* (Chicago: University of Chicago Press, ۲۰۲۱)

Sherwin B. Nuland, *How We Die* (New York: Anchor, ۲۰۲۱)

Elisabeth Kübler-Ross, *On Death & Dying* (UK, Oxford University Press, ۲۰۱۹)

L.S. Dugdale**,** *The Lost Art of Dying* (New York: Anchor, ۲۰۲۱)

Oxford Advanced Learner's Dictionary 9th edition (UK, Oxford University Press, ۲۰۱۵)